اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دی جائے، انکی دعوت پر لبیک نہ کہا جائے:

کافروں کو دعوت اسلام دینا عموماً اور اہل کتاب کو دعوت اسلام دینا خصوصاً از روئے نصوص قطعیہ صریحہ مسلمانوں پر واجب ہے۔ مگر اس دعوت کا انداز حکیمانہ ہونا ضروری ہے البتہ دعوت اسلام کے حکیمانہ انداز میں اس بات کا خیال ضروری ہے کہ اپنے اصول وضوابط میں سے کسی سے بھی دستبرداری نہیں کی جائے گی بلکہ دعوت دین کا انداز ایسا ہو کہ دوسرے کو دلیل سے قائل کیا جائے اور اگر وہ قائل نہ بھی ہو تو کم از کم حجت تمام ہو جائے تاکہ اس ارشاد باری پر عمل مکمل ہو کہ لیھلک من ھلک عن بینہ و یحیٰ من حی عن بینہ (۱۹) (یعنی ہلاک ہو جائے جسے ہلاک ہونا ہے دلیل سے اور زندہ رہے جسے زندہ رہنا ہے دلیل سے) اللہ رب العزت نے اہل کتاب کو دعوت دین دینے کے بارے میں کس قدر جامع بیان سکھایا ہے فرمایا۔ قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا نتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون (۲۰) (کہہ دیجئے! اے کتاب والو آؤ ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اللہ کے سوا رب نہ بنائے۔ پھر اگر وہ روگردانی کریں تو کہہ دیجئے کہ گواہ رہنا ہم تو مسلمان ہیں۔)

اس انداز میں تو اہل کتاب سے بات ہو سکتی ہے مگر ان کی خواہش کے مطابق ان سے ڈائیلاگ (DIALOG) کرنا اور ان کے حسب خواہش اپنے وقار سے کم تر درجہ میں اتر کر ان سے بات کرنا اور ان کی ماننا اور اپنے اصولوں سے اعراض کرنا خود کو گمراہی کے گڑھے

۱۹۔ الانفال/۴۲

۲۰۔ سورہ آل عمران آیت/۶۴

میں دھکیلنے کے مترادف ہے اللہ رب العزت نے اس سلسلہ میں کیا عمدہ بات فرمائی ہے۔ ارشاد ہے واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک (۲۱) (ان سے بچتے رہیئے کہیں وہ آپ کو اس کے کچھ حصہ سے پھیر نہ دیں جو اللہ نے آپ کی طرف نازل کیا ہے۔)

اس قدر ہوشیار اور خبردار کی جانے والی قوم بھی اگر یہود وہنود کی سازش کا شکار ہوکر" وحدت ادیان" کے پر فریب نعرہ کا شکار ہوجائے تو اس کی بدبختی کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ" وحدت ادیان" کے غلاف میں لپٹے ہوئے اس مکروہ فتنہ کا سد باب کرنے کی خاطر علماء و مبلغین اپنی تمام تر توانیاں صرف کرتے ہوئے یہود و نصاریٰ کی اس سازش کو ناکام بنا دیں۔

انبیاء علیہم السلام پر بائیبل کے الزامات:

وہ تحریف شدہ تورات وانجیل جسے یہودی عیسائی کتاب مقدس سمجھ کر اب تک سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور" وحدت ادیان" کے لبادے میں جسے قرآن کے مساوی قرار دینے اور قرآن کے ساتھ شائع کرنے کی سازش ہورہی ہے اس کے چند اقتباسات نقل کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا تاکہ اہل اسلام کو صورت حال کی نزاکت کا صحیح اندازہ ہوسکے۔

انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی کتاب مقدس کیا کہتی ہے ملاحظہ فرمائیے۔

انجیل (عہد نامہ قدیم) کی کتاب سلاطین کے باب ۱۱ کا آغاز اس طرح ہورہا ہے۔

(باقی صفحہ ۲۶ پر)

(۲۱) المائدہ/۴۹

میرزا جلال اسیرؔ اصفہانی کے غیر مطبوعہ قطعات

ڈاکٹر وجیہہ الدین، ایم۔ ایس۔ یونیورسٹی بڑودا، گجرات

میرزا جلال اسیرؔ ایران کا عہد صفوی کا ایک اہم اور نازک خیال شاعر ہے اسیرؔ کا شمار سب ہندی کے نامور شعراء میں ہوتا ہے۔ ابوطالب کلیمؔ اور صائبؔ تبریزی اسیر کو اس طرح خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

میرزای ما جلال الدین بس است　　از سخن سنجاں طلب گار سخن

(کلیمؔ) (۱)

راستی طبعش استاد من است　　کج فہم بر فرق دستار سخن

خوشا کسی کہ چو صائب زصاحبان سخن

(صائبؔ (۲))

تتبع سخن میرزا جلال کند

اسیرؔ ایران کے سادات خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس کے والد میرزا مومن اصفہان کے رہنے والے تھے۔ جلال اسیرؔ کی تاریخ پیدائش کے متعلق قطعی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے لیکن گنج سخن کے مصنف ذبیح اللہ صفا نے جلال اسیر کی تاریخ پیدائش ۱۰۲۹ ہجری لکھی ہے (۳) جو درست معلوم نہیں ہوتی اس لئے کہ جلال اسیر شاہ عباس اول کا داماد تھا اور شاہ عباس اول کا دور سلطنت ۱۰۳۸ـ ۹۸۹ ہجری تھا۔ اسیرؔ مشہد مقدس کا متولی تھا اور شاہ عباس نے اپنی چھوٹی لڑکی ملک النساء کی شادی اسیر سے کی تھی جس کی وفات شاہ عباس کے زمانے میں

ہی ہو گئی تھی۔ (۴)

اسیر میرزا فصیح ہروی کا شاگرد تھا اپنے استاد کا ذکر کرتے ہوئے صائب کو بحیثیت شاعر اپنے سے برتر تسلیم کرتا ہے :

باوجود آنکہ استادم فصیحی بود اسیر (۵)

مصرع صائب تواند یک کتاب من شود

تمام تذکرہ نگار جلال اسیر کو نازک خیالی کا نمائندہ شاعر تسلیم کرتے ہیں جلال اسیر کے ہم عصر شعراء میں ابوطالب کلیم، طالب آملی، نظیری نیشاپوری، صائب تبریزی، حکیم شرف الدین، شفائی، والہ ہروی، فصیح ہروی اور ملا محسن فیض کاشانی شامل تھے، ذلال خوانساری جو شاہ عباس اول کا ملک الشعراء تھا جلال اسیر کا شاگرد تھا۔ (۶)

ایک عام خیال یہ ہے کہ جلال اسیر کی وفات ۴۰ سال کی عمر میں ہو گئی تھی۔ اسیر کی کلیات کافی ضخیم ہے اس سے اس کی پُرگوئی اور قادرالکلامی کا پتہ چلتا ہے۔ کلیات میں قصائد قطعات مثنویات، غزلیات، مخمسات اور رباعیات شامل ہیں۔ اب تک کی تحقیق کے مطابق جلال اسیر نے نثر میں کچھ نہیں لکھا تھا۔

کلیات جلال اسیر ۱۲۹۷ ہجری میں منشی نولکشور نے چھاپی تھی جو نامکمل ہے اس کے بعد ہندوستان، پاکستان یا ایران میں اسکی کلیات یا دیوان آج تک راقم کی اطلاع کے مطابق چھپا نہیں ہے۔ تذکرہ کے مطابق گو جلال اسیر ہندوستان کبھی نہیں آیا لیکن ہندوستان کی ہر بڑی لائبریری میں اس کی کلیات یا دیوان کے نسخے موجود ہیں جس سے اس کی ہندوستان میں شہرت اور مقبولیت کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ، ملا فیروز لائبریری بمبئی آصفیہ لائبریری حیدرآباد، عربک پرشن انسٹی ٹیوٹ ٹونک۔ راجستھان، ہندوستان کے علاوہ برٹش میوزیم، انڈیا آفس لائبریری، کیمبرج یونیورسٹی لائبریری وغیرہ۔

راقم کے پاس بھی کلیات جلال اسیر کا ایک خطی نسخہ موجود ہے اس نسخہ میں کاتب کا نام درج نہیں ہے اس پر مختلف مہریں ہیں جو ناخواندہ ہیں لیکن اسی صفحہ پر مہر کے ساتھ سن ۱۱۲۹ ہجری لکھا ہے اور نسخہ کے آخر میں کاتب نے نسخہ کی کتابت مکمل ہونے پر ذیل عبارت درج کی ہے

"تمت تمام شد بعون اللہ تعالیٰ دیوان مرزا جلال اسیر بتاریخ غرہ شہر ذی القعدہ ۲۷ھ"

اس عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ اس نسخہ کی کتابت غالباً ذی قعدہ ۱۱۲۷ ہجری میں مکمل ہوئی ہوگی اس نسخہ میں کل تین سو صفحات ہیں۔ کلام کی تعداد اس طرح ہے۔

قصائد	۵۲	
قطعات	۱۴	
مثنویات	۳	
غزلیات	۱۵۴۲	(مکمل وغیر مکمل)
مخمسات	۱۷	
اور رباعیات	۹۲	

نولکشور کے مطبوعہ نسخہ اور ذاتی نسخہ کا جب مقابلہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ کافی تعداد غزلیات اور رباعیات اور قطعات کی ایسی ہے جو نولکشور کے مطبوعہ نسخہ میں شامل نہیں ہے ذیل میں جلال اسیر کے آٹھ غیر مطبوعہ قطعات درج کئے جاتے ہیں۔

قطعات

خاک راہ تو نو بہار چمن نقش پائی تو یادگار چمن
ای خیالت گل ہمیشہ بہار تا خزاں از تو میگسار چمن
چہ قدر بوی گل گلاب کند گر شوی بے خبر دوچار چمن
کہ بہ بیند چنیں عرقناکت شبنم گل شود غبار چمن

درکمین گاہ زخم کاری سا تیغ برکف نشستہ خار چمن
چہ می است اینکہ میدہد ساقی درچمن میکشم خمار چمن

دختراز بباغ می آید
توبہ ہا بے دماغ می آید

صبح عید (از) کرشمہای می است مژدہ ساغر کشان ہوای می است
سایہ برگ برگ گل شاداب چیدہ ہر گوشہ شیشہای می است
سایۂ بید خضر ستان است عیش جاوید خونبہای می است
بادہ از داغ لالہ نوش کنید دست پیمانہ در حنائی می است
کہ برافراخت قد کہ در گلشن قسم گل بخاک پائی می است

آفت عقل و ہوش ما ساقی
نگہ کرم آشنا ساقی

شدہ ام غرق بحر نیل گناہ مو بمویم چو خامہ نامہ سیاہ
گر کشد بار کشت معصیتم کوہ خم گردد از گرانی کاہ
گردہ عالمی شود پامال گر بمحشر کشم سپاہ گناہ
نفسی ما کشیدہ ام از دل دیو در شیشہ کردہ ام صید آہ
آہ ازیں کردہ ہای توبہ گداز دادہ زین گفتہای خجلت کاہ
عضو عضوم زردی ہم خجل اند دست و دل جسم و جان چشم (و) نگاہ
میکند کفر ننگ ازیں اسلام وای من لا الہ الا اللہ
چکنم باچنیں تبہ کاری گر نیارم بدرگہ تو پناہ

ہمہ رحمی زغم خلاصم کن
ہمہ لطف غلام خاصم کن

... زد ... در تو کعبۂ جهان باد — جان بسیاد تو عید قربان باد
... ... ست دردلم که میرس — مومویم شهید مژگان باد
... پیسر میکنم بیاد رخت — شبنم گل شریک طوفان باد
لاله وگل چه میکند عاشق — بی تو گلزار در بیابان باد
سنبلی برمزارم افشانید — خواب آسودگی پریشان باد
رفتم از خویشتن بیاد رخی — عالم بیخودی گلستان باد
خار در دل شکسته خاطر من — مدح پیرای شاه مردان باد

قبلۂ آسمان ولی الله — مدح پیرای
فارس لامکان ولی الله

در ثنای علی و عمرانی — مور لفظم کند سلیمانی
میکند همچو گل درین گلشن — جبرائیل سخن پر افشانی
کام بخشی که از زلال کفش — کشتی خاک گشته طوفانی
شهریاری که از بهار دلش — برگ سبزیست ابر نیسانی
میکند ذوالفقار خونریزش — گردن شرک را گریبانی
غضبش موج بحر قهاری — کرمش لطف عام یزدانی
بارگاه تو کعبۂ اول — آستان تو قبلۂ ثانی
چه سراید کسی که در چمنت — عندلیب است وحی ربانی
هر چه میخواهی از تو می آید — از خداوند از خدا دانی

ای وکیل خدا همینت بس
دست قدرت در آستینت بس

میکنم مدحِ حیدر کرار　نفسم دام آفتاب شکار
ابر نیسان شدم چہ کم دارم　صفحہ گلزار و خامہ گوہربار
عالم آئینہ دار عرفانش　میتوان دید از درو دیوار
دو جہان مطلعی است در ثنائش　از گل و خار میچکد اسرار
بعد مردن نمیکنم خاموش　از ثنایش زبان شمع مزار
گر رود خاک تربتم برباد　مدحش انشا کنم بخط غبار
میکنم پُرگل از ثنای علی　دامن سبزہ تا بجیب بہار
چہ بگویم نمی توان گفتن　جکنم نیست طاقتِ گفتار

رحمت حق کلید احسانش
پایہ عرش چوب دربانش

ای ثنایت کلید باغ بہشت　پُرگل از مدحتت دماغ بہشت
گر نباشد فروغ عرفانت　کی دہد روشنی چراغ بہشت
تا نباشد غبار یکرانت　کہ دہد خضر را سراغ بہشت
دردلم حسرت زمین بوست　کُنج زندان وسیر باغ بہشت

ای رضای دلت رضای خدای
مدعای تو مدعای خدای

مدح شہ کردہ ام بہار سخن　میزنم دادِ اعتبار سخن
خامہ ام جای نقط می ریزد　گل خورشید در کنار سخن
بسکہ شوق ثناگری دارد　می چکد مستی از خمار سخن
گوش روحانیان برقص آمد　زین گرانمایہ گوار سخن